3 ایس سی آر سپریم کورٹ رپورٹس

20 رفروری 1961

ازعدالت الاعظمیٰ

سرداپرسادودیگران

بنام

لالہ جمناپرسادودیگران

(پی۔بی۔گجیندر راگڈکراور کے۔سی۔داس گپتا، جسٹسز)

پابندی۔عملدرآمد۔ہندو باپ اور نابالغ بیٹوں کے حق میں مشترکہ قبضے کا حکمنامہ۔ حدمدت کے اندر والد کی عملدرآمدگی میں ناکامی۔ بیٹوں کا حق، اگر روکا جائے ۔ انڈین لمیٹیشن ایکٹ، 1908 (9آف 1908)، دفعہ 7 ۔تحت ضابطہ دیوانی، 1908 (5آف 1908)، آرڈر32، قاعدے 6،7۔

2 ستمبر1938 کوایک حکم نامے میں مشترکہ ہندو خاندان کی جائیداد کی تقسیم کے مقدمے میں ایک جے اوراس کے چار نابالغ بیٹوں کے حصے میں ایک گھر دیا گیا۔ جے حکم نامے پر عمل درآمد کرنے میں ناکام رہا۔ 23 نومبر 1949 کو، اپیل کنندگان، جے کے چار بیٹوں نے حکم نامے پر عمل درآمد کے لئے ایک درخواست دی جس میں کہا گیا تھا کہ ان میں سے تین اس وقت تک نابالغ تھے اوران میں سے ایک ابھی بھی نابالغ تھا اورلہذا پابندی کا کوئی سوال ہی پیدانہیں ہوتا تھا۔ مدعا علیہ نے اعتراض کیا کہ درخواست کوانڈین لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ7 کے تحت روک دیا گیا تھا۔ درخواست گزاروں نے دلیل دی کہ دفعہ7 تقسیم کے حکم نامے پر لاگونہیں ہوتا ہے اور دفعہ7 پر کوئی پابندی نہیں ہے کیونکہ جے ضابطہ دیوانی کے آرڈر32 کی دفعات کے پیش نظر فرمان کے تحت ذمہ داری کی درست ادائیگی نہیں دے سکتا تھا۔

اس کا خیال تھا کہ عملدرآمد کی درخواست کو پابندی کی وجہ سے روک دیا گیا تھا۔ جے، خاندان کا مینیجنگ ممبر تقسیم کے حکم نامے کے تحت ان کی رضامندی کے بغیر اپنے نابالغ بیٹوں کی طرف سے قبضہ قبول کر کے ذمہ داری کی ادائیگی کر سکتا تھا اور لہذا حکم نامے کی تاریخ سے دفعہ 7 کے تحت ان کے خلاف وقت چلا گیا۔ آرڈر 32، قاعدے 6 اور 7 میں جے کو حکم نامے کے تحت ذمہ داری ادا کرنے پر کوئی پابندی نہیں تھی کیونکہ یہ نہ تو کسی رقم یا منقولہ جائیداد کی وصولی کا معاملہ تھا اور نہ ہی نابالغوں کی طرف سے معاہدہ یا سمجھوتہ کرنے کا کوئی سوال تھا۔

گنیش راؤ بنام تُل جرام راؤ، (1913) ایل آر 40 آئی اے 132، پرمیشوری سنگھ بنام رنجیت سنگھ، اے آئی آر 1939 پٹنہ 33 اور لیچمنا چیٹی بنام سبیاہ چیٹی، (1924) آئی ایل آر 47 مدراس 920 کا حوالہ دیا گیا ہے۔

دیوانی اپیل کا دائرہ اختیار : 1956 کی دیوانی اپیل نمبر 276۔

الہ آباد ہائی کورٹ کے 15 اکتوبر 1954 کے فیصلے اور فرمان کے خلاف اپیل 1951 کی عملدرآمد کی پہلی اپیل نمبر 224 میں کی گئی۔

ایس۔ پی۔ سنہا اور تریوگی نارائن، اپیل کنندگان کی طرف سے۔

جی۔ سی ماتھر، جواب دہندہ نمبر 1 کے لئے۔

20 / فروری 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس داس گپتا۔ یہ اپیل عملدرآمد کی کارروائی میں محدود ہونے کا سوال اٹھاتی ہے۔ کانپور کے سول جج نے 2 ستمبر 1938 کو دو بھائیوں جمنا پرساد اور دیوی پرساد اور جمنا پرساد کے دو نابالغ بیٹوں کی جانب سے جوالا پرساد شاردا پرساد کے چار نابالغ بیٹوں گجولال، ان کے بیٹے جوالا پرساد، دھرم پال کے

خلاف تقسیم کے مقدمے میں یہ حکم جاری کیا تھا۔ رام پال اور کرشنا پال، اور ایک شریمتی سندری۔ حکم نامے کے ذریعے کانپور کے ایٹاوا بازار میں پہلے نمبر 36 / 22 اور اب 36 / 58 پر مشتمل ایک مکان کو دیگر جائیدادوں کے ساتھ مقدمہ میں مدعا علیہان کو دیا گیا تھا۔ 23 نومبر 1949 کو چار بھائیوں شاردا پرساد، دھرم پال، رام پال اور کرشنا پال نے درخواست دی تھی۔ درخواست یہ تھی کہ ان درخواست دہندگان کو گجو لال، جوالا پرساد اور شریمتی سندری کے ساتھ ایٹاوا بازار کے اس گھر کا قبضہ جمنا پرساد اور دیوی پرساد کو بے دخل کرنے پر دیا جائے۔ درخواست میں کہا گیا ہے کہ یہ تمام درخواست دہندگان اب تک نابالغ تھے اور ان میں سے ایک ابھی بھی نابالغ ہے اور اس لئے وقت کے حوالے سے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ تقسیم کے حکم نامے پر عمل درآمد کے لئے یہ پہلی درخواست تھی۔

متعدد اعتراضات اٹھائے گئے تھے۔ لیکن بنیادی اعتراض اور صرف ایک اعتراض جس کے ساتھ ہم اس اپیل میں فکرمند ہیں وہ یہ تھا کہ درخواست کو وقت پر روک دیا گیا تھا۔ اس سوال کا فیصلہ مخالف فریقوں کی طرف سے اٹھائے گئے اس سوال کے جواب پر منحصر تھا کہ جوالا پرساد ان درخواست دہندگان کے ساتھ مشترکہ طور پر حکم نامے پر عمل درآمد کے لئے درخواست دینے کے حقدار افراد میں سے ایک اپنے نابالغ بیٹوں کی رضامندی کے بغیر فرمان کے تحت ذمہ داری کی ادائیگی دے سکتا تھا اور اس لئے ان کے خلاف بھی حکم نامے کی تاریخ پابندی ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت وقت گزر گیا۔

ٹرائل کورٹ اس بات سے مطمئن نہیں تھی کہ جوالا پرساد کو صحیح بری کیا جا سکتا ہے اور اس کے مطابق کہا کہ درخواست وقت کے اندر ہے۔

اپیل پر ہائی کورٹ نے کہا کہ جوالا پرساد ہندو مشترکہ خاندان کے کارتا کی حیثیت سے مدعا علیہان کو الاٹ کردہ مکان کا قبضہ حاصل کرنے میں پورے مشترکہ خاندان کی طرف سے کام کر سکتے ہیں اور اس طرح کے قبضے کی فراہمی پورے مشترکہ خاندان کی ذمہ داری ادا کر سکتی ہے۔ تاہم ہائی کورٹ نے آئین کے آرٹیکل 133 (1) (سی) کے تحت ایک سرٹیفکیٹ جاری کیا اور اس سرٹیفکیٹ پر درخواست دہندگان کی جانب سے یہ اپیل دائر کی گئی ہے۔

درخواست گزاروں کی جانب سے اس عرضی کی حمایت میں دو دلیلیں پیش کی گئیں کہ ہائی کورٹ نے یہ کہتے ہوئے غلطی کی کہ عملدرآمد کی درخواست کو محدود حد تک روک دیا گیا تھا۔ سب سے پہلے، اس بات پر

زور دیا جاتا ہے کہ لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 7 تقسیم کے حکم نامے پر بالکل بھی لاگو نہیں ہوتی ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ کسی بھی معاملے میں جوالا پرساد ضابطہ دیوانی کے آرڈر 32 کی دفعات کے پیش نظر حکم نامے کے تحت ذمہ داری کی صحیح ادائیگی نہیں دے سکتے ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ لفظ" ڈسچارج" صرف مالی دعوے کے سلسلے میں مناسب ہے اور ملکیت کے کسی بھی حکم نامے کے سلسلے میں مکمل طور پر نامناسب ہے چاہے وہ تقسیم پر ہو یا کسی اور صورت میں۔ ہماری رائے میں، اس دلیل میں کوئی مادہ نہیں ہے، محض یہ حقیقت کہ دفعہ 7 کی دو مثالیں قرضوں کے حوالے سے ہیں، یہ سوچنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے کہ دفعہ 7 کی دفعات صرف مالی دعووں پر مقدمات یا احکامات تک محدود ہیں۔ نہ ہی ہمیں یہ سوچنے کی کوئی وجہ نظر آتی ہے کہ لفظ" ڈسچارج" صرف قرضوں کی طرف اشارہ کرسکتا ہے۔ڈسچارج کا مطلب ہے، ذمہ داری سے آزاد ہونا۔ ذمہ داری قرضوں کی طرح مالی دعووں کے سلسلے میں ہوسکتی ہے۔ یہ جائیداد کے قبضے کے سلسلے میں ہوسکتا ہے۔ یہ جائیداد کے بارے میں کچھ حکم لینے کے سلسلے میں ہوسکتا ہے۔ یہ بہت سے دوسرے معاملات کے سلسلے میں ہوسکتا ہے. سوائے اسی نوعیت کے اعلانیہ احکامات یا احکام کے معاملے میں، ایک شخص کے حق میں دوسرے شخص کے خلاف حکم نامہ اس شخص کا تقاضا کرتا ہے جس کے خلاف حکم نامہ میں کچھ کرنے یا کچھ کرنے سے گریز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ ذمہ داری ایک لحاظ سے ایک قرض ہے جسے پارٹی قانون کے مطابق ادا کرنے کی پابند ہے۔ایک ایسے شخص کو ظاہر کرنے کے لئے لفظ" فیصلہ دار" کا عام استعمال جس کے خلاف حکم جاری کیا گیا ہے اس بات کو واضح طور پر تسلیم کرتا ہے۔اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ضابطہ دیوانی خود ہی" فیصلہ دینے والے" کی تعریف کرتا ہے جس کا مطلب ہے" کوئی ایسا شخص جس کے خلاف کوئی حکم جاری کیا گیا ہو یا اس پر عمل درآمد کے قابل حکم جاری کیا گیا ہو۔"

اس سلسلے میں لمیٹیشن ایکٹ کی دفعہ 8 کی دفعات کو نوٹ کرنا مفید ہے کہ" دفعہ 6 یا دفعہ 7 میں کچھ بھی پیشگی حقوق کو نافذ کرنے کے لئے مقدمات پر لاگو نہیں ہوتا ہے۔ اگر دفعہ 7 کا اطلاق صرف مالی دعووں کے لئے قانونی چارہ جوئی پر ہوتا تو دفعہ 7 کے نفاذ سے قبل از وقت کے حقوق کو نافذ کرنے کے لئے مقدمات کو استثنیٰ دینے کا خصوصی قدم اٹھانا غیر ضروری اور بے معنی ہوتا۔ یہ اس نتیجے کی حمایت میں ایک اور وجہ ہے کہ دفعہ 7 میں لفظ" ڈسچارج" صرف مالی دعووں کی ادائیگی تک محدود نہیں ہے بلکہ دیگر تمام ذمہ داریوں کی ادائیگی یا

اطمینان کے لئے بھی ہے۔ لٰہذا ہمارا ماننا ہے کہ اپیل کنندگان کی جانب سے اٹھائے گئے پہلے دلائل میں کوئی صداقت نہیں ہے۔

دوسری دلیل یہ بھی ناقابل قبول ہے کہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر 32 کی دفعات ہندو مشترکہ خاندان کے منیجر کو جائیداد کی فراہمی کی ذمہ داری کے سلسلے میں ڈسچارج کرنے سے روکتی ہیں۔ ہندو قانون کے تحت ایک ہندو مشترکہ خاندان کا کرتا خاندان کے تمام ممبروں کی نمائندگی کرتا ہے اور اس کے پاس کارروائی کرنے کا اختیار اور فرض ہے جو خاندان کو خاندانی جائیداد کے انتظام کے تمام معاملات کے سلسلے میں باندھتا ہے۔ لٰہذا، ظاہر ہے کہ جب جائیداد کے لین دین کے سلسلے میں خاندان کے کئی افراد کو ملکیت حاصل کرنی ہوتی ہے، تو یہ کرتا کا فرض اور اختیار ہوتا ہے کہ وہ پورے خاندان کی طرف سے قبضہ کرے، بشمول اس خاندان کے وہ افراد جو منفرد اور جو نہیں ہیں۔

جب مشترکہ خاندان کا کوئی نابالغ رکن عدالت میں کسی کارروائی میں فریق ہوتا ہے تو اس کی نمائندگی عدالت کی طرف سے مقرر کردہ اگلے دوست کے ذریعہ کی جاتی ہے اور جہاں خاندان کے مینیجنگ ممبر کے علاوہ کسی اور کو سرپرست مقرر کیا گیا ہے تو مینیجنگ ممبر کو نابالغ کی طرف سے بری کرنے کی راہ میں دشواری ہوسکتی ہے۔ اگرچہ مینیجنگ ممبر خود سرپرست اور سرپرست ہے لیکن نابالغ کی طرف سے بریت دینے کی جانے والی کارروائی کے راستے میں واحد مشکل اس حد تک ہے جیسا کہ آرڈر 32، قواعد 6 اور 7 میں ذکر کیا گیا ہے۔ گنیش رو بنام تلجرم تنازعہ میں عدالتی کمیٹی نے نشاندہی کی کہ:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مشترکہ ہندو خاندان کا ایک باپ یا مینیجنگ ممبر، مخصوص حالات میں اور کچھ شرائط کے تحت، ایسے معاہدے کرسکتا ہے جو خاندان کے نابالغ ممبروں پر لازم ہوسکتے ہیں۔ لیکن جہاں ایک نابالغ مقدمے میں فریق ہو اور مقدمے میں اور اس سے متعلق نوزائیدہ بچے کے حقوق اور مفادات کی دیکھ بھال کے لئے ایک اگلا دوست یا سرپرست مقرر کیا گیا ہو، تو ایسے اگلے دوست یا سرپرست کے اعمال عدالت کے کنٹرول میں ہیں۔''

اس معاملے میں ان کے لارڈ شپ نے کہا کہ اس وقت کے ضابطہ دیوانی کی دفعہ 462 (جو موجودہ

سوضابطہ دیوانی کے آرڈر 32، قاعدہ 7 سے مطابقت رکھتا ہے) کی دفعات کے پیش نظر، جس مینیجنگ ممبر کو مقدمے میں سر پرست مقرر کیا گیا تھا، اس کے پاس کوئی سمجھوتہ یا معاہدہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا جس کا مقصد نابالغ کو پابند کرنا تھا۔ یہ اصول ان معاملوں پر بھی لاگو کیا گیا ہے جہاں آرڈر 32، قاعدہ 6 کی دفعات لاگو ہوں گی اور اسی وجہ سے ہندوستان میں متعدد معاملوں میں یہ کہا گیا ہے کہ ہندو مشترکہ خاندان کا کرتا اگرچہ مقدمے میں سر پرست ہے لیکن وہ" پیسے یا دیگر منقولہ جائیداد" کے دعوے یا فرمان کے سلسلے میں جائز بریت نہیں دے سکتا ہے۔ (پرمیشوری سنگھ بنام رنجیت سنگھ اور لیچھا نا چیٹی بنام سبیا چیٹی)

تاہم موجودہ معاملے میں ضابطہ دیوانی کے آرڈر 32، قاعدہ 6 یا آرڈر 32، قاعدہ 7 کی دفعات کے اطلاق کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ نہ ہی یہ کسی رقم یا منقولہ جائیداد کی وصولی کا معاملہ ہے۔ نہ ہی نابالغ کی طرف سے کوئی معاہدہ یا سمجھوتہ کرنے کا سوال ہی پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ تقسیم کے مقدمے میں حکم نامے کی روشنی میں جائیداد کے قبضے کی فراہمی کو واضح طور پر قبول کرنے کو کسی بھی" معاہدے یا سمجھوتے" میں داخل ہونے کے بارے میں تصور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا ہماری رائے ہے کہ فیملی کے مینیجنگ ممبر جوالا پرساد تقسیم کے حکم نامے کے تحت اپنے نابالغ بیٹوں کی جانب سے ان کی رضامندی کے بغیر قبضے کی فراہمی کو قبول کر کے ذمہ داری سے چھٹکارا حاصل کر سکتے تھے اور اس لیے حکم نامے کی تاریخ سے ہی پابندی ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت بھی ان کے خلاف وقت گزر گیا۔ لہٰذا ہائی کورٹ نے اپنے اس نتیجے کو درست قرار دیا کہ عملدرآمد کی درخواست کو محدود حد کے تحت روک دیا گیا تھا۔

اس کے مطابق اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل خارج کردی گئی۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this document